

ڈاکٹر محمد فہیم اختر قاسمی *

آخری قسط

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور ان کے محرمات

حضور ﷺ کو اتنی بڑی فوج کے ساتھ قریش مکہ کے حملے کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ ان کی اکثریت اس رائے پر متفق ہوئی کہ مدینہ سے نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ ایک ہزار کا اسلامی لشکر تیار ہو کر نبیؐ کے گرد جمع ہو گیا۔ جب یہ لشکر مدینہ سے نکل کر تھوڑی دور پہنچا تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ہم خیال لوگوں کو لے کر مسلمانوں سے الگ ہو گیا اور جنگ میں شرکت سے منع کر دیا۔ نبی ﷺ سات سو صحابہ کو لے کر احد کی گھاٹی میں پہنچے اور وہیں ٹھہر گئے۔ آپؐ نے مدینہ کو سامنے اور احد کو پشت پر رکھ کر صفوں کو مرتب کیا۔ اسلامی لشکر کو حملہ کرنے سے قبل یہ تاکید بھی کر دی کہ جنہیں جن مقامات پر متعین کیا گیا ہے ان پر جے رہنا اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا۔ اگر ہمیں قتل ہوتا ہو بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لیے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو بھی اس میں شریک نہ ہونا۔ ع

جنگ کا آغاز ہوا تو پہلے ہی وہلہ میں دشمن کی فوج پر افسردگی چھانے لگی اور اس کے بڑے بڑے سوراہے یکے بعد دیگرے مارے جانے لگے۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کو اس جنگ میں کامیابی مل جاتی، مگر بعض مسلمانوں کی غلط فہمی اور جلد بازی سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ انھوں نے اس دژہ کو چھوڑ دیا جس پر جے رہنے کی حضور ﷺ نے تاکید کی تھی۔ دشمن نے پلٹ کر حملہ کر دیا، جس کی بنا پر اس جنگ میں ستر (۷۰) صحابہ شہید ہوئے اور تقریباً پچیس (۲۵) آدمی کافروں کے مارے گئے۔

مدینہ سے بنو نضیر کا اخراج

یہود کا دوسرا بڑا قبیلہ بنو نضیر تھا۔ یہ بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر آپؐ ان کے پاس گئے، انہوں نے آپؐ کو عزت و احترام سے بٹھایا، لیکن خفیہ طریقے سے اپنے آدمیوں کو چھت پر بھیج دیا، تاکہ اوپر سے آپؐ پر بھاری پتھر گرا دیں اور نعوذ باللہ آپؐ کا کام تمام ہو جائے۔ حضورؐ کو بروقت ان کی سازش کا علم ہو گیا اور آپؐ بغیر کسی کو بتائے وہاں سے چلے آئے۔ اس جرم کے نتیجہ میں حضورؐ نے بنو نضیر کو حکم دیا کہ دس دن کے اندر مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ بنو نضیر نے مدینہ چھوڑنے کی تیاری شروع کر دی، لیکن عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم خیال ساتھیوں نے ان کی

دوسرے کا مخالف بنادیں۔ حضور کی یہ ترکیب کارگر ہوئی اور حملہ آور گروہ کے اندر انتشار پیدا ہو گیا اور ان کے حوصلے پست ہونے لگے۔ ۱۳ اسی دوران میں ایک رات اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی خوف ناک آندھی بھیجی کہ دشمن کے خیمے اڑ گئے اور ان کا سامان تخریب ہو گیا۔ اب ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ یہاں سے راہ فرار اختیار کریں۔ اس طرح مسلمانوں کو اس اعصابی جنگ میں کامیابی ملی۔ اسی کے ساتھ ان گروہوں کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا جواب تک خفیہ طور سے مسلمانوں کے دشمن بنے ہوئے تھے۔

بنی قریظہ کی غداری کا انجام

بنی قریظہ غزوہ خندق تک مسلمانوں کے معاہدہ اور حلیف تھے، لیکن عین لڑائی کے وقت انھوں نے غداری کی اور قریش کا ساتھ دیا۔ اس کی تادیب کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محاصرہ کی طوالت اور سختی کی بنا پر وہ مجبور ہوئے کہ ہتھیار ڈال دیں۔ اس موقع پر انہوں نے ہی یہ تجویز رکھی کہ سعد بن معاذ ان کے حق میں جو فیصلہ کریں گے، وہ انھیں منظور ہوگا۔ حضرت سعدؓ نے بنی قریظہ کے جرم کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے اور تورات کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ سنایا کہ قابل جنگ مردوں کو قتل کر دیا جائے، ان کے اموال ہانٹ دیے جائیں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔ ۲۴

صلح حدیبیہ - فتح مبین

اعدائے اسلام، اپنی منظم کوشش کے باوجود غزوہ خندق میں مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ اب قریش مکہ کے اندر آگے بڑھ کر مسلمانوں سے نبرد آزمائی کی سکت نہ رہی اور بہ ظاہر وہ کوئی بڑی جنگ برپا کرنے کی پوزیشن میں نہ رہے۔ اس طرح مسلمانوں کی پوزیشن بڑی حد تک مستحکم ہو گئی۔ انہی دنوں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول کو خواب میں اطلاع دی کہ عن قریب آپ اپنے اصحاب سمیت مکہ میں داخل ہوں گے اور مراسم حج ادا کریں گے۔ جب آپؐ نے اس اطلاع غیبی کا تذکرہ اپنے صحابہ سے کیا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آپؐ نے مدینہ کے ارد گرد کے قبائل میں جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے، خبر بھجوا دی کہ ہم عمرہ کے ارادہ سے نکل رہے ہیں۔ جو میرے ساتھ چلنا چاہے، تیار ہو جائے۔ اس اعلان کے نتیجے میں بہت سے لوگ تیار ہو گئے۔ چنانچہ آپؐ عمرہ کی غرض سے چودہ سو صحابہ کو ساتھ لے کر یکم ذی قعدہ ۶ھ کو مدینہ سے نکلے۔ آپؐ نے تلوار کے علاوہ کوئی جنگی سامان نہ لیا، تلوار بھی نیام میں تھی۔ یہی حکم دوسرے لوگوں کے لیے بھی تھا۔ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش مسلمانوں کو دیکھ کر جنگ کے لیے سامنے نہ آجائیں، یا بیت اللہ میں جانے سے روک نہ دیں۔ اس لیے آپؐ نے ظاہری علامت کے طور پر قربانی کے جانوروں کو ساتھ رکھا اور احرام باندھ لیا، یہاں تک کہ آپؐ حدیبیہ پہنچ گئے۔ ۲۵

قریش کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو انہیں بہت شاق گزرا۔ دشمن پرستی کنہی اہل بیت اللہ سے کسی کو روکا نہیں

جاسکا، نیز ماہ حرام میں جنگ و قتال ممنوع ہے۔ دوسری طرف اگر وہ مسلمانوں کو خانہ کعبہ کی زیارت کر لینے دیتے، تو اس کے معنی یہ لیے جاتے کہ قریش میں اب اتنی بھی طاقت نہ رہی کہ وہ اپنے دیرینہ دشمن کو زیارت کعبہ سے روک سکیں۔ چنانچہ قریش مکہ نے بڑے غور و فکر کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا کہ جس طرح بھی ہو سکے آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے، جب کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ جنگ کی نوبت کسی طرح نہ آنے پائے۔ (الفتح: ۲۶) اس لیے دونوں طرف سے دُودا آنے جانے لگے، بالآخر دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوئی، اس کی اہم دفعات درج ذیل تھیں:

- ۱۔ فریقین دس سال تک جنگ نہ کریں گے۔ اس اثنا میں لوگ امن کی زندگی بسر کریں گے۔
- ۲۔ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں، اگلے سال آئیں تو تین روز مکہ میں قیام کریں گے، تکواریام میں ہوگی، اس کے سوا کوئی اور ہتھیار نہیں ہوگا۔
- ۳۔ محمد ﷺ کے ساتھیوں میں جو شخص حج، عمرہ یا تجارت کے لیے مکہ آئے گا، وہ قریش کی امان میں ہوگا اور قریش کا کوئی فرد مصر یا شام بہ غرض تجارت جاتے ہوئے مدینہ سے گزرے گا تو اس کی جان و مال کو تحفظ حاصل ہوگا۔
- ۴۔ اگر قریش کا کوئی فرد اپنے سر پرست کی اجازت کے بغیر مدینہ چلا جائے تو محمد ﷺ اسے واپس کرنے کے ذمہ دار ہوں گے، لیکن ان کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی بھاگ کر مکہ آتا ہے تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

۵۔ اہل عرب فریقین میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔ ۲۶

حضور نے صلح کے بعد حدیبیہ میں ہی قربانی کے جانور ذبح کیے اور سر کے بال منڈوائے۔ قرآن کریم نے اس صلح کو فتح مبین قرار دیا۔ (الفتح: ۱۸) آپ خانہ کعبہ کی زیارت کیے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ صلح کے لیے فریقین کی جانب سے جب سفیر آنے جانے لگے تو مسلمانوں نے قریش کے کسی سفیر پر کوئی زیادتی نہیں کی، جب کہ مسلمانوں کے نمائندے قریش کے پاس جاتے تو انہیں پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ حضرت عثمان کو مختصر وقت کے لیے نظر بند کر دیا گیا اور خبر مشہور کر دی گئی کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔ جب یہ خبر مسلمانوں کے پاس پہنچی تو انہوں نے بدلہ لینے کے لیے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے بیعت رضوان ہوئی۔ مگر بہت جلد انہیں چھوڑ دیا گیا، اس طرح جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ معاہدہ بہ ظاہر و بکر کیا تھا، اس سے بعض صحابہ بھی وقتی طور پر خوش نہ تھے، مگر جب ان پر اس معاہدہ کے دور رس اثرات کا راز منکشف ہوا تو ان کا ذہنی کرب اور اضطراب زائل ہو گیا۔ چنانچہ اس معاہدہ کی معنویت اور اس کے دور رس اثرات کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خابجہ کے مصنف پروفیسر محمد

صدقہ قریشی لکھتے ہیں:

”ہادی الشکر میں معاہدہ کی شرائط مسلمانوں کے لیے ہنگ آمیز معلوم ہوتی ہیں، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خارجہ تعلقات کی تاریخ میں اس سے افضل نمونہ ملنا دشوار ہے۔ یہ معاہدہ آپ کی بے نظیر ذکاوت کا آئینہ دار ہے۔ آپ کے ساتھ جاں نثاروں کی ایک فوج تھی، عارضی طور پر قوت میں توازن بھی پیدا ہو چکا تھا، لیکن قریش ابھی تک طاقت ور تھے۔ علاوہ بریں یہودیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ منسوخ ہو چکا تھا۔ حکومت مدینہ بدرجہ قریش کے شامی تجارت کے راستے منقطع کر کے ان کی اقتصادی حیثیت کو کم زور کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے جاہلین کم از کم تھوڑی دیر کے لیے صلح کے خواہاں تھے۔ اگر اس وقت آپ بھی جذبات سے کام لیتے ہوئے فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہونے کے لیے عملی اقدام کرتے تو زبردست خوں ریزی ہوتی۔ قریش کو عرب قبائل پر یہ ثابت کرنے کا بہانہ مل جاتا کہ مسلمان حرمت والے دنوں میں بھی لڑائی سے باز نہیں آتے۔ مفتوح قبائل میں انتقام کا جذبہ شدت سے پیدا ہوتا اور اس طرح جنگوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا جو آپ کے رحمت للعالمین ہونے کے منافی ہوتا۔ اس لیے معاہدے کی جان ہی التوائے جنگ ہے۔ اس سفر میں آپ نے غیر مسلموں کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا تھا، جس کا مقصد یہ تھا کہ اگر قریش نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو اہل عرب میں سے نہ ہی کوئی ان کی حمایت کرے گا اور نہ ہی کوئی مسلمانوں کی مخالفت۔ آپ کا مکہ کی جانب یہ سفر ذیقعدہ کے مہینہ میں ہوا تھا جس میں بین القباہلی قانون کے مطابق عرب اپنے سخت ترین دشمن بلکہ قابل قصاص ملزم کو بھی حرم کی زیارت سے نہیں روکتے تھے اور اس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ لیکن قریش نے نہ صرف بین القباہلی قانون کی خلاف ورزی کی بلکہ مسلمانوں پر چند سرکشوں نے حملہ بھی کیا۔ اس طرح آپ کی بصیرت نے قریش کو اہل عرب کی نظروں سے گرا دیا جو مسلمانوں کے اس لیے ہم نوا ہو گئے کہ ان کی تلواریں انعام میں ہیں، قربانی کے جانور ان کے ساتھ ہیں اور احرام زیب تن کیے ہوئے ہیں لیکن مکہ کے دروازے ان پر بند ہیں۔ یہ سفر مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی نوعیت کا بھی حامل تھا۔ اسی لیے یہ قریش کے لیے ایک بھاری چیلنج بن گیا۔“

فتح خیبر کے بعد یہودیوں کے فتنہ سے نجات ملی

غزوہ خندق میں خیبر کے یہودیوں نے اہم کردار ادا کیا تھا اور انہی کی شہ پر قریش نے جنگ برپا کی تھی، نیز

ان لوگوں نے عین حالت جنگ میں بنی قریظ کو عہد شکنی کی ترغیب دی تھی اور اس فیصلہ کن جنگ میں قریش کا ساتھ دینے لیے راضی کیا تھا۔ طرفہ تماشایہ کہ وہ آئے دن مدینے کے مسلمانوں کو راستے میں ستاتے اور ان پر چھاپا مارتے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے ایک بڑی جنگ کی تیاری بھی شروع کر دی تھی۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی سرکوبی ضروری سمجھی۔ آپؐ نے چودہ سو (۱۴) سو صحابہ کو لے کر مدینہ کی ابتداء میں ان پر حملہ کیا اور اتنی عمدہ حکمت عملی اختیار کی کہ بنی غطفان اور خیبر کے یہودیوں میں دراڑ پڑ گئی اور کوئی ایک دوسرے کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ مسلمانوں نے خیبر کا سخت محاصرہ کیا۔ یکے بعد دیگرے یہودیوں کے قلعے فتح ہوتے گئے۔ آخر میں ایک قلعہ فتح نہیں ہو پا رہا تھا تو ایک دن علم حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیا گیا، ان کی جواں مردی سے وہ بھی فتح ہو گیا۔ رسول ﷺ نے یہود کا پانی بند کر دیا اور وہاں پہرے بٹھا دیئے، تاکہ وہ مجبور ہو کر محاصرہ اٹھا لینے کی بات کریں۔ مجبور ہو کر یہود کے سردار نے صلح کا پیغام بھجوایا، جسے حضورؐ نے منظور کیا۔ آپؐ نے ان کے ہارے میں وہی فیصلہ کیا جو بنی نضیر کے متعلق کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے حضورؐ سے یہ درخواست کی کہ ہمیں یہاں سے نہ نکالا جائے، ہم اپنی کاشت کا نصف حصہ آپؐ کو دیتے رہیں گے۔ نبی ﷺ نے بد تقاضائے مصلحت اسے منظور کر لیا، البتہ صلح میں یہ بات بھی شامل کر دی کہ یہ صلح ہمیشہ کے لیے نہیں ہے، ہم جب چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ خیبر میں تقریباً اٹھارہ (۱۸) یا اس سے کچھ زیادہ مسلمان شہید ہوئے اور یہود کے ترانوے (۹۳) جواں مرد موت کی آغوش میں پہنچے۔ باوجود صلح کے یہود اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور بڑی چالاکी سے حضورؐ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ سلام بن مہکم کی بیوی نے آپؐ کی دعوت کی۔ گوشت میں اس نے زہر ملا دیا۔ نبی ﷺ نے اس کا کچھ حصہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ اندازہ ہو گیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، اس لیے آپؐ نے اسے اگل دیا۔ اس طرح آپؐ کی جان تو بچ گئی، مگر آپؐ کے ایک صحابی نے اسے کھا لیا تھا، جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ ۲۸ لیکن آپؐ ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرتے ہوئے واپس آئے۔ ۲۹

غزوہ موتہ

صلح حدیبیہ کے بعد آپؐ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط ارسال کیے۔ اس پر ملا جلار محل ہوا۔ انہی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ حاکم بصری (جو عیسائی تھا) کے نام ایک خط بھیجا۔ اسے حارث بن عمر ازدی لے کر گئے تھے۔ انہیں شام کے گورنر شریل بن عمرو غسانی نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ سفیروں کا قتل کرنا انتہائی سنگین جرم تھا۔ اس حادثہ کی خبر نبی اکرم ﷺ کو ہوئی تو آپؐ پر غیر معمولی اثر ہوا۔ اس کے تدارک کے لیے آپؐ نے تین ہزار (۳۰۰۰) صحابہ کو تیار کیا اور زید بن حارثہؓ کو اس کا سپہ سالار بننا کر غزوہ موتہ کے لیے روانہ فرمایا۔ آپؐ گودشن کی طاقت کا پوری طرح اندازہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فوج کو ہدایت فرمائی: اگر زید مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ کو سالار بننا

لیا جائے اور اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کو سالار بنایا جائے اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو اپنی فوج میں سے جس کو چاہا ہوا پناہ سپہ سالار مقرر کر لو۔ ۵۳

جب اسلامی لشکر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا حجاز سے متصل شامی علاقے 'معان' پہنچا تو یہیں اس کی اطلاع شرمیل کو ہوئی۔ وہ ایک لاکھ کاکشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کی فوج کی تعداد صرف تین ہزار (۳۰۰۰) تھی۔ اس جم غفیر کے سامنے مسلمانوں کی ہمت پست ہونے لگی اور وہ کش کش میں جھٹا ہو گئے کہ کیا کرنا چاہئے۔ بالآخر عبداللہ بن رواحہؓ اثر و اثر قریہ کے بعد طے پایا کہ مقابلہ کیا جائے۔ جنگ میں تینوں سپہ سالاروں کی یکے بعد دیگرے شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور فوجی حکمت عملی کے ساتھ مسلم لشکر کو بچا کر واپس لے آئے۔ اس جنگ میں بارہ (۱۲) کھار صحابہ نے شہادت پائی، جب کہ بڑی تعداد میں دشمن کے لوگ مارے گئے۔ ۵۴

فتح مکہ: مسلمانوں کی کامیابی کا شاندار مظاہرہ

صلح حدیبیہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ "دس سال تک جنگ نہ ہوگی، جو قبل محمد ﷺ کے حلیف بن جائیں اور جو قبل قریش سے ملنا چاہیں وہ ان سے مل سکتے ہیں۔" اس دفعہ کی بنیاد پر بنی خزاعہ مسلمانوں سے اور بنو بکر قریش سے مل گئے۔ معاہدہ میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اگر کوئی قبیلہ دوسرے پر زیادتی یا حملہ کرتا ہے تو خود اس فریق پر حملہ اور زیادتی سمجھی جائے گی۔ ابھی معاہدہ کو دو سال بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ بنو بکر نے یسویہ کی پرانی رنجش کا بدلہ لینے کے لیے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا، جو مسلمانوں کے حلیف تھے۔ اس حملے میں قریش کے بڑے بڑے لوگوں نے بنی بکر کا ساتھ دیا اور ان کو ہتھیار فراہم کیے۔ خزاعہ کے لوگوں کو بری طرح کھلا، یہاں تک کہ یہ لوگ بھاگ کر خانہ کعبہ میں پہنچے، مگر وہاں بھی ان کے ساتھ بے رحمی کا معاملہ کیا گیا۔ ان مظلوموں میں سے کچھ لوگ اپنی جان بچا کر مدینہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم و زیادتی کا ذکر کیا۔ اب قریش کو ہوش آیا کہ واقعی ہم نے معاہدہ شکنی کر کے ایک سنگین جرم کیا ہے۔ چنانچہ تجدید معاہدہ کے لیے ابوسفیان مدینہ پہنچے، مگر انھیں کامیابی نہ ملی اور نامراد لوٹنا پڑا۔

اب حضور اکرم ﷺ کے لیے ضروری ہو گیا کہ قریش مکہ کے جرم کی بنا پر ان پر حملہ کریں اور اس ناسور کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں، یا اس طرح دبا دیں کہ پھر وہ آئندہ ایسی کوئی غلطی نہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نہایت رازدارانہ طریقے سے دس ہزار کاکشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابوسفیان راستہ میں آکر آپؐ سے ملے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مختلف تدابیر اور حکمت عملی سے کام لے کر حضور مکہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ کی فوج کو دیکھ کر سارا مکہ مبہوت ہو گیا، کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ رہی۔ یوں حضور اکرم ﷺ بغیر کسی جنگ و جدال کے فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت سارا مکہ آپؐ کے سامنے صف بستہ کھڑا تھا اور اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا۔ اہل مکہ انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ آج کے دن حضور

ہمارے حق میں کون سی سزا سنا رہے ہیں۔ آپ نے سب پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا: ”آج تم پر کوئی سزا نہیں، تم سب آزاد ہو۔“ اس فتح کے ساتھ ہی پورے عرب کی سیاسی قیادت آپ کے ہاتھوں میں آگئی۔ ۳۲

معرکہ حنین میں مسلمانوں کی کامیابی

فتح مکہ کے نتیجے میں اسلام کو جو غلبہ حاصل ہوا، اس کا مخالفانہ رد عمل مکہ کے قرب و جوار میں رہنے والے بڑے بڑے قبائل میں ہوا۔ ان میں ہوازن اور ثقیف بھی تھے۔ کچھ دوسرے قبائل نے بھی جنگ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ لوگ ہوازن کے سردار مالک بن عوف کی قیادت میں آگے بڑھے۔ انھوں نے اس جنگ میں اپنی عورتوں، بچوں اور مال و دولت کو ساتھ لیا اور اوٹاس کے مقام پر اترے۔

حضور کو اس جنگ کی کارروائی کی اطلاع ملی تو مکہ کے دو ہزار لوگوں کو، جن میں اکثریت نو مسلموں کی تھی اور مدینہ کے دس ہزار کے لشکر جبار کو جو آپ کے ساتھ مکہ آیا تھا، لے کر مکہ سے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے اور حنین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ مسلمان دشمن کی چال اور اس کے وجود سے بے خبر تھے کہ اچانک صبح کے اندھیرے میں دشمن نے تیروں کی بارش کر دی اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس طرح اچانک حملہ کی وجہ سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ جب حضور نے مسلمانوں کو ادھر ادھر بھاگتے اور منتشر ہوتے ہوئے دیکھا تو انہیں آواز لگائی اور اپنی طرف بلایا۔ سو (۱۰۰) کے قریب صحابہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اب تم ان پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑو۔ خود حضور نے زمین سے کچھ ٹکڑاٹھائے اور انھیں دشمن کی طرف پھینکا۔ اس کے بعد جنگ کا نقشہ بدل گیا، دشمن پیچھے ہٹنے لگے۔ گویا کہ ہاری ہوئی جنگ کو حضور نے اپنی دورانہی اور اللہ کی نصرت سے جیت لیا۔ شکست کھا کر جو لوگ میدان سے بھاگے، صحابہ کرام نے ان کا دور تک پیچھا کیا۔ اسی تعاقب میں حضرت ابو عامر اشعریؓ شہید ہو گئے اور بعض دوسرے صحابہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ ۳۳

تسخیر طائف کے ساتھ مکہ کے اسلام دشمن عناصر کا خاتمہ

ثقیف کے پیش تر لوگ شکست کھا کر بھاگے تو طائف کے قلعوں میں پناہ کرناہلی اور شہر کی فیصل کو بند کر لیا اور اندری اندر ایک بڑی جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ رسول حنین سے فارغ ہوئے تو پہلے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک ہزار پر مشتمل فوجی دستہ کو روانہ کیا کہ وہ جا کر طائف کا محاصرہ کر لیں۔ بعد میں آپ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ طرفین سے روزانہ حیران دہانی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ حضور نے دشمن کے زور کو توڑنے کے لیے منادی کرادی کہ جو غلام قلعہ سے نکل کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان پر میں سے کچھ اوپر غلام قلعہ سے نکل کر آئے اور مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے۔ جب محاصرہ نے طول پکڑا اور قلعہ فتح ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو آپ نے نوفل بن معاویہ سے مشورہ

کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے اور کیسے ان پر قابو پایا جائے۔ اس پر نوفل بن معاویہ نے مشورہ دیا: یا رسول اللہ! موثری اپنے بل میں ہے۔ اگر آپ ٹھہرے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں گے تب بھی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ نوفل کی بات سننے کے بعد نبیؐ نے محاصرہ اٹھا لیا اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس بھر ائے چلے آئے۔ اس محاصرہ طائف میں بارہ کبار صحابہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور ایک صحابی شدید زخمی ہوئے جو اس واقعہ کے چند روز بعد انتقال کر گئے۔ بے شک اس جنگ میں کثیر اموال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ مگر بعد میں ہوازن کے لوگوں نے اپنی مفلوک الحالی اور کس پر سہی کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ صحابہ میں منقسم مال غنیمت کو ان کی اجازت سے ان لوگوں کو دے دیا۔ ۳۳

روم کے عیسائیوں سے معرکہ آرائی

مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثرات اور جنگوں میں ان کی کامیابی کو دیکھ کر سرزمین عرب سے متصل بعض علاقے جواب تک حدود اسلامیہ میں داخل نہ ہوئے تھے، ان کو اپنے وجود کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا۔ انہی میں ایک ملک روم بھی تھا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضور کو رومیوں کی تیاری کی خبر ملی تو آپ کو فکر لاحق ہو گئی۔ ابھی چند ماہ قبل مسلمان سخت محاربہ کے بعد لوٹ کر مدینہ آئے تھے، نیز شدید گرمی کا زمانہ تھا۔ ایسے وقت میں جنگ کے لیے اتنا طویل اور سخت ترین سفر دشوار تھا۔ اس کے باوجود آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ رومیوں کی فوج مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے، اس لیے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ نکل پڑو۔

جب تیس ہزار کا لشکر تیار ہو گیا تو نبی ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ یا سہاب بن عرفظہؓ کو مدینہ کا گورنر مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو اپنے اہل خانہ کی دیکھ بھال کے لیے مامور فرما کر مدینہ سے نکلے۔ اسلامی لشکر صبر و استقلال کے ساتھ اور راستے کی تمام صعوبتیں برداشت کرتا ہوا تبوک پہنچا۔ آپؐ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے ایسی موثر تقریر کی کہ ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ مر مرنے کو تیار ہو گئے۔ جب رومیوں کو مسلمانوں کے جوش و جذبہ اور عزائم کا اندازہ ہوا تو وہ میدان چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ چنانچہ آپؐ نے ان علاقوں میں پھیلے ہوئے عیسائی عربوں مثلاً ایلمہ، اذرخ، حتما، دومۃ الجندل والوں سے صلح کے معاہدے کیے اور واپس کامیاب و کامران لوٹے۔ ۳۵

حرف آخر

یہ بھی ان معروف اور بڑی جنگوں کی تفصیل، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں اقدام کس نے کیا۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے، لیکن دشمنان اسلام کو اپنی طاقت پر غرور تھا، اس لئے وہ آخر تک اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے بنے رہے۔ جب کہ مسلمانوں کے حوصلے بھی پست نہ

تھے۔ جب حوصلہ اور طاقت کا ککراؤ ہوتا ہے تو عموماً حوصلہ مند گروہ کو کامیابی ملتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسلمان اللہ کی مدد سے ہر جگہ کامیاب و کامران ہوئے۔ اس کے نتیجے میں بعض جنگوں میں بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ ایسا دنیا کے ہر ملک میں ہوتا ہے کہ جب دشمن پر فتح ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں نہ صرف قیدی ہاتھ لگتے ہیں، بلکہ ان کا مال و اسباب بھی قبضے میں آجاتا ہے۔ کیا ایسے موقع پر کوئی فاتح قوم ان اموال سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی اس کامیابی کو مغرب لوٹ مار سے تعبیر کرتا ہے اور اسے جبراً اسلام پھیلانے کا زینہ قرار دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ الزام لگانے کے بجائے اپنے فساد و فتنی کی اصلاح کرے، پھر ان جنگوں سے متعلق کوئی اشکال نہ رہے گا۔ مستشرقین میں سے بعض کی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا اعتراف ہے کہ عہد نبوی کی تمام جنگیں مبنی بر انصاف تھیں اور حضور آپ کے اصحاب نے ہمیشہ صلح کو ترجیح دی۔ مگر کفار و مشرکین نے اپنی طاقت کے سامنے اسلام کی طاقت کو لائق اعتناء نہ سمجھا، اس لیے انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ بقول ڈاکٹر مصطفیٰ السہامی:

”اگر مدینہ کے دس سالہ دور پر سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ پورا عرصہ انتھک جدوجہد اور یکم جہاد و مغازی پر مشتمل ہے۔ آپ کو اس وقت تک جنگی لباس اتارنے کا موقع نہ ملا جب تک کہ آپ کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل پورا عرب زیر نگیں نہ ہو گیا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اس دنیا میں جو مسلسل عداوتوں، ظلم و ستم اور سازشوں کا شکار ہوتا رہتا ہے، وہ مستقم المزاج بن جاتا ہے اور جب میدان کارزار میں پہنچتا ہے اور ایک دفعہ کھوار اٹھالیتا ہے اور قتل و مقتلہ کرتا ہے تو اس کی طبیعت ہی خون آشام بن جاتی ہے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ تمام لڑائیوں کے دوران حضورؐ کے اخلاق کیسے رہے؟ اور آپ نے اسلامی تہذیب کے جن جنگی اصولوں کا اعلان فرمایا تھا ان کو کس طرح عملی جامہ پہنایا۔“ ۳۶

☆☆☆

حواشی و مراجع

- ۱۔ جرمی زیڈ ان، تاریخ تمدن اسلام (اردو ترجمہ) بذریعہ بک ڈپو، دہلی، ۲۰۰۷ء، ص: ۵۳
- ۲۔ ڈاکٹر عبدالحلیم، سیرۃ النبی اور مستشرقین، مطبوعہ لکھنؤ، ۲۰۰۰ء، یہ کتاب ’دلہاؤزن‘ کے ایک طویل مقالہ ’محمد زہم‘ کے کچھ حصے کا ترجمہ ہے۔ یہ پورا مقالہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں شامل ہے۔
- ۳۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۳ء، ج: ۱، ص: ۲۲۰، ۲۲۲
- ۴۔ ابو محمد عبد الملک بن ہشام، سیرۃ النبی، مطبعہ مجازی، قاہرہ، ۱۹۳۷ء، ج: ۲، ص: ۱۱۹-۱۲۰
- ۵۔ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفی والامارۃ، باب خبر الخضر

- ۶ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الحرمة فی الغزو فی سبیل اللہ
- ۷ ڈاکٹر محمد حید اللہ، خطبات بھاول پور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء، ص: ۲۶۳
- ۸ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج: ۱، ص: ۱۰۱؛ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج: ۱، ص: ۲۲۲ (اضافہ از سید سلیمان ندوی)
- ۹ ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی، اسلام، پیغمبر اسلام، اور مشرقین مغرب کا انداز فکر، اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۲۳
- ۱۰ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۳۸
- ۱۱ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۳۸
- ۱۲ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۳۸
- ۱۳ اسلام، پیغمبر اسلام، اور مشرقین مغرب کا انداز فکر، ص: ۳۰۱
- ۱۴ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ غزوہ بدر
- ۱۵ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۳۳
- ۱۶ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۵۳
- ۱۷ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفی والدایم، باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ - سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۶
- ۱۸ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۱۹ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۰ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۱ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۲ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۳ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۴ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۵ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۳۲۸
- ۲۶ پرفیسر محمد قریشی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ، تاج کتب پزیر، برکمان گیٹ، دہلی، ۱۹۸۵ء، ص: ۲۰۳-۲۰۴
- ۲۷ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب الشلۃ النبی، ص: ۳۵۱
- ۲۸ ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۳۹۰
- ۲۹ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الدعاء للمشرکین بالہدی ليعالفهم
- ۳۰ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتہ بن ارض شام
- ۳۱ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۳۷۷
- ۳۲ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۳۷۷
- ۳۳ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۳۷۷
- ۳۴ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۳۷۷
- ۳۵ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج: ۳، ص: ۳۷۷
- ۳۶ ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، اسلامی تہذیب کے چند رخشاں پہلو (اردو ترجمہ) مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۳۵

کُل پاکستان انعامی تحریری مقابلہ مقالہ نویسی بعضوان: "تحفظ ناموس رسالت" کے عصری مباحث اور تقاضے اسد اللہ ساقی، تحریک تحفظ ختم نبوت، جزا الوالہ، فیصل آباد رابطہ نمبر 0333 3314142-0300 6536677 khatmenabuwatjrw@gmail.com	مؤتمرا لمصنفین دارالعلوم حقایق کی نئی علمی اور تحقیقی پیکش اسلامی حکمرانوں کے اوصاف و اخلاق حضرت مولانا عبدالباقی حقایق فاضل دارالعلوم حقایق اکوڑہ خٹک نفاخت: 425 قیمت 250 روپے
---	---